Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۱۱ رجب ۱۳۹۴ھ ۔ یکم ظہور ۱۳۵۳ ہش ۔ یکم اگست ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۷۶

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ اعلیٰ و ارفع مقام ملا جو آپ ہی کی ذاتِ کامل الصفات پر ختم ہو گیا

اس مقام کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی دوسرے کو حاصل ہو سکے

(۱) "سبحان اللہ اس سرورِ کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بن جاتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲ حاشیہ در حاشیہ ۳)

(۲) "حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر تا حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی و رسول گزرے ہیں وہ سب کے سب عظمت و جلالیتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتے آئے ہیں۔" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳۲ حاشیہ)

(۳) "جناب سیدنا و مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے .... ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اَور کو حاصل ہو سکے۔"

(توضیح مرام صفحہ ۲۳)

(۴) "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اس معیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور گویا کُل جماعت آپ کی آ گئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں کہا بلکہ کہا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ اس میں کیا سِر تھا کہ انہوں نے اپنے ہی ساتھ معیت کا اظہار کیا؟ اس میں یہ راز ہے کہ اللہ جامع جمیع شیون کا ہے اور اسمِ اعظم ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی جماعت کے ساتھ اسمِ اعظم کی معیت مع تمام صفات کے پائی جاتی ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی قوم شریر اور فاسق فاجر تھی۔ آئے دن لڑنے اور پتھر مارنے کو طیار ہو جاتی تھی اسلئے انکی طرف معیت کو منسوب نہیں کیا بلکہ اپنی ذات تک اسے رکھا ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور علو مدارج کا اظہار مقصود ہے۔" (الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۳ء)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ یکم ظہور۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

گرمی کی وجہ سے طبیعت کسی قدر ناساز ہے

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دلیلِ صداقت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۷ ستمبر ۱۹۱۲ء کے خطبۂ جمعہ میں فرمایا:۔

"ہر شخص کسی نمونہ کو سمجھنے کا خواہشمند ہے کوئی حسن و جمال کا شیدا، کوئی ناموری چاہتا ہے، کوئی حکومت کو پسند کرتا ہے کوئی کسی اَور بڑائی کا حریص ہے اِسی واسطے اللہ تعالیٰ ان کے واسطے ایک نمونہ پیش کرتا ہے۔ دوات اور قلم ہو اور اس سے جو لکھا جا سکتا ہے۔ سیاسی لوگ سیاست پر کتب لکھتے، ناولسٹ ناول لکھتے اور مختلف لکھنے والے مختلف اشیاء پر لکھتے۔ اور جب ان کی تحریریں جمع کرو یہ ثابت ہوگا کہ محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم مجنون نہیں تھا۔ اُس نے جو کچھ خلقت کے سامنے پیش کیا وہ حق و حکمت سے پُر اور اس نے جو تجربہ

(باقی صفحہ ۶ پر)

تحقیقاتی ٹریبونل میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے بیان کے متعلق ضروری وضاحت

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحقیقاتی ٹریبونل میں ۱۸ جولائی ۱۹۷۴ء کو جو بیان دیا تھا وہ آج یکم اگست ۱۹۷۴ء کو شائع ہونے والے لاہور کے بعض اخباروں میں شائع ہوا ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق اوّل تو ان اخباروں نے حضرت امام جماعت احمدیہ کا مکمل بیان شائع نہیں کیا ہے دوسرے بیان کا جو ادھورا حصہ انہوں نے شائع کیا ہے وہ سَو فیصد درست نہیں ہے۔

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ یکم ماہ ظہور ۱۳۵۳ ھش

اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایک سُنّتِ قدیمہ

اللہ تعالیٰ کی اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ قدیم سے ایک سُنّت یہ چلی آرہی ہے کہ ابتداءً انہیں اس دنیا میں طرح طرح کے مصائب اور مظالم کا تختۂ مشق بننا پڑتا ہے۔ اوّل تو وہ ہوتے ہی تھوڑی تعداد میں ہیں اس پہ مزید یہ کہ قوّت وطاقت، دولت وثروت اور اثر و رسوخ کے اعتبار سے انہیں کوئی اہمیت حاصل نہیں ہوتی، اُس وقت اور اُس زمانہ میں اگر کسی کو قوّت وطاقت، دولت وثروت اور اثر ورسوخ کے اعتبار سے اہمیت حاصل ہوتی ہے تو ان کے مخالفین کو جو پہلے ہی بہت غالب اکثریت میں ہوتے ہیں۔ اپنی اکثریت کے گھمنڈ میں ہی وہ انہیں اذیتیں پہنچاتے اور نت نئے مظالم کا تختۂ مشق بناتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے پیارے اور اس کے برگزیدہ ہوتے ہیں وہ تکلیفیں اُٹھا رہے ہوتے ہیں اور جو انہیں تکلیفیں دے رہے ہوتے ہیں وہ بنظرِ ظاہر ہر طرح امن میں ہوتے ہیں اور بظاہر عیش و آرام میں زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانی روح سے مملوء ہو کر بہت ہی پُر معارف اور وجد آفریں انداز میں جواب دیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے برگزیدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اس قدیم سُنّت کو ایک نہایت ہی لطیف مثال کے ذریعہ واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"خدا ان پر (یعنی اپنے برگزیدہ بندوں پر) سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے۔ مگر اس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔

ہر ایک جوہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے کہ اوّل صدمات کا تختۂ مشق ہوتا ہے۔ مثلاً اس زمین کو دیکھو جب کسان کئی مہینے تک اپنی قلبہ رانی کا تختۂ مشق رکھتا ہے اور ہل چلانے سے اُس کا جگر پھاڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین جو پتھر کی طرح سخت اور درشت معلوم ہوتی تھی سُرمہ کی طرح پس جاتی ہے اور ہوا اس کو اِدھر اُدھر اڑاتی ہے اور پریشان کرتی رہتی ہے اور وہ بہت ہی خستہ، شکستہ اور کمزور معلوم ہوتی ہے اور ایک انجان سمجھتا ہے کہ کسان نے چنگی بھلی زمین کو خراب کر دیا اور بیٹھنے اور لیٹنے کے لائق نہ رہی۔ لیکن اُس دانا کسان کا فعل عبث نہیں ہوتا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اس زمین کا اعلیٰ جوہر بجز اس درجہ کے کوفت کے نمودار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کسان اُس زمین میں بہت عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کے وقت بکھیر دیتا ہے اور وہ دانے خاک میں مِل کر اپنی شکل اور حالت میں قریب قریب مٹی کے ہو جاتے ہیں اور ان کا وہ رنگ و رُوپ سب جاتا رہتا ہے۔ لیکن وہ دانا کسان اس لئے ان کو مٹی میں نہیں پھینکتا کہ وہ اس کی نظر میں ذلیل ہیں، نہیں بلکہ دانے اس کی نظر میں نہایت ہی بیش قیمت ہیں۔ بلکہ وہ اس لئے ان کو مٹی میں پھینکتا ہے کہ تا ایک ایک دانہ ہزار ہزار دانہ ہو کر نکلے اور وہ بڑھیں اور پھولیں اور ان میں برکت پیدا ہو اور خدا کے بندوں کو نفع پہنچے۔

پس اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے اور لوگ ان کے اُوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں اور ہر طرح سے ان کی ذلّت ظاہر ہوتی ہے۔ تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ہو کر نکلتے ہیں اور ایک عجیب رنگ اور آب کیساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سُنّت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ تا اُن موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں، اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دُکھ دیئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں اور بدظنّیاں بڑھ جاتی ہیں، یہاں تک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں، بلکہ جو شخص ان کو دُکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔

پس ایک مدّت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور اگر اُس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلّی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا، اور فرماتا ہے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں، سُنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ امر مقدر اپنے مُدّت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرتِ الٰہی اُس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلّی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور آخر میں اُس کی نوبت آتی ہے۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۵۱، ۵۲ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

بہر حال اللہ تعالیٰ کی یہ قدیم سُنّت ہے کہ ابتداءً وہ اپنے برگزیدوں اور پیاروں پر مشکلات و مصائب کا دَور ضرور لاتا ہے۔ دنیا والے خدا تعالیٰ سے دُور و بعید اور اخلاق و رُوحانیت سے نفور ہونے کے باوجود عیش و آرام میں بسر کر رہے ہوتے ہیں اور خدا کے برگزیدہ بندے مشکلات و مصائب اور مظالم کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسا اسلئے نہیں ہوتا کہ وہ مصائب برداشت کرتے کرتے اور ظلم سہتے سہتے ختم اور کالعدم ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ وہ تخم ریزی کے طور پر زمین میں بوئے ہوئے دانوں کی طرح ایک سے ہزار اور بابرگ و بار ہوں اور خوب پھلے پھولیں۔ ان کا آنے والا زمانہ ان کے گزرے ہوئے زمانہ سے ہزاروں لاکھوں گنا بہتر اور خوب تر ہوتا ہے جبکہ عیش و آرام میں بسر کرنے اور انہیں مظالم کا تختۂ مشق بنانے والوں کا اگلا حال پچھلے سے بدتر ہوتا چلا جاتا ہے۔

اب چونکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا مشکلات و مصائب اور ظلم سہنے کا زمانہ خواہ کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو بہر حال عارضی ہوتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں بار بار یہی تلقین کی جاتی ہے کہ وہ نہ تھکیں اور نہ درماندہ ہوں بلکہ صبر کریں جیسا کہ پہلے صاحب عزم لوگوں نے صبر کیا جیسا کہ فرمایا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ (احقاف آیت ۳۶) اور کبھی حکم ہوتا ہے کہ جو دِلآزار باتیں تمہیں سُننا پڑ رہی ہیں ان پر بھی صبر ہی کرو اور صبر بھی ایسا جو نہایت قابلِ تحسین ہو جیسا کہ فرمایا وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ۝ (المزمل آیت ۱۱) اور بالآخر انہیں کہہ دیا جاتا ہے کہ اُس وقت تک صبر کرتے چلے جاؤ یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر کر دے کیونکہ خدائی فیصلہ صادر ہونے کے بعد مشکلات و مصائب کا دَور ختم ہو جائیگا۔ جیسا کہ فرمایا وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ (یونس آیت ۱۱۰)

الغرض اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کو ایک عرصہ تک مشکلات و مصائب میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ وہ یہ تکالیف اور یہ مصائب صبر سے برداشت کرتے چلے جاتے ہیں۔ بالآخر خدا تعالیٰ ان کے لئے راحت و آرام اور کامیابی و کامرانی کا زمانہ لے آتا ہے۔ سو گویا آخر میں مسرتوں سے شادکام ہونے کی باری اُنہیں کی ہوتی ہے۔ اُس وقت ان کی مسرت و شادمانی اس انگریزی محاورہ کی مصداق ہوتی ہے کہ

He laughs best, who laughs last.

یعنی ہنسنا تو اُس کا ہنسنا ہے جو بعد میں سب کے ہنستا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِسلام کی حقیقت

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تحریرات کی رو سے

اسلام کے لغوی معنے

"لغتِ عرب میں اسلام اس کو کہتے ہیں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے اور یا یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپیں اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں اور یا یہ کہ کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دیں۔"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷-۵۸)

اسلام کے اصطلاحی معنے

اصطلاحی معنے اسلام کے وہ ہیں جو اس آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ بلیٰ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی کے حاصل کرنے کیلئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔

"اعتقادی طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی اطاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

اور عملی طور پر اس طرح سے کہ خالصاً للہ حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر یک خداداد توفیق سے وابستہ ہیں بجا لاوے مگر ایسے ذوق و شوق و حضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۸)

اسلام کی تعریف

"جس قدر انسان کو قوتیں دی گئی ہیں ۔ ۔ ۔ اُن کو خدا تعالیٰ کی راہ اپنے اپنے محل پر خرچ کرنا اور ہر یک قوت کا خدا تعالیٰ کی مرضی اور رضا کی راہ میں جنبش اور سکون کرنا یہی وہ حالت ہے جس کا قرآن شریف کی رُو سے اسلام نام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اسلام کی یہ تعریف فرماتا ہے بلیٰ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

یعنی انسان کا اپنی ذات کو اپنے تمام قویٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دینا اور پھر اپنی معرفت کو احسان کی حد تک پہنچا دینا یعنی ایسا پردہ غفلت درمیان سے اٹھانا کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ یہی اسلام ہے پس ایک شخص کو سچا مسلمان اس وقت کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ تمام قوتیں اس کی خدا تعالیٰ کی راہ میں مرتبہ اور اسکے زیر حکم ہو جب طور پر اپنے اپنے محل پر مستعمل ہوں اور کوئی قوت بھی اپنی خودروی سے نہ چلے۔" (ست بچن صفحہ ۱۲۰-۱۲۱)

"سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دیں تا کہ وہ حیات طیبہ کی وارث ہو چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس للّٰہی وقف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے۔ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اس جگہ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کے معنی یہی ہیں کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان مال آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے۔"
(الحکم ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۰ء)

"اَلْعِبَادَةُ الْمُنْجِيَةُ مِنَ الْخَسَارَةِ هِيَ ذَبْحُ النَّفْسِ الْأَمَّارَةِ وَنَحْرُهَا بِمُدَى الْاِنْقِطَاعِ إِلَى اللّٰهِ ذِي الْآلَاءِ وَالْأَمْرِ وَالْإِمَارَةِ مَعَ تَحَمُّلِ أَنْوَاعِ الْمَرَارَاتِ لِتَنْجُوَ النَّفْسُ مِنْ مَوْتِ الْغَرَارَةِ وَهٰذَا هُوَ مَعْنَى الْإِسْلَامِ وَحَقِيْقَةُ الْاِنْقِيَادِ التَّامِّ۔ وَالْمُسْلِمُ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ نَحَرَ نَاقَةَ نَفْسِهِ وَتَلَّهَا لِلْجَبِيْنِ وَمَا نَسِيَ الْحَيْنَ فِيْ حِيْنٍ۔"
(خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵-۳۶)

یعنی وہ عبادت جو آخرت کے خسارہ سے نجات دیتی ہے وہ اس نفس امارہ کا ذبح کرنا ہے کہ جو بُرے کاموں کے لئے زیادہ سے زیادہ جوش رکھتا ہے اور ایسا حاکم ہے کہ ہر وقت بدی کا حکم دیتا رہتا ہے پس نجات اسی میں ہے کہ اس بُرا حکم دینے والے کو انقطاع الی اللہ کی چھریوں سے ذبح کر دیا جائے اور خلقت سے قطع تعلق کر کے خدا تعالیٰ کو اپنا مونس اور آرام جان قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ انواع و اقسام کی تلخیوں کی برداشت بھی کی جائے تا نفس غفلت کی موت سے بچ جاوے اور یہی اسلام کے معنے ہیں اور یہی کامل اطاعت کی حقیقت ہے اور مسلمان وہ ہے جس نے اپنا منہ ذبح ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے رکھ دیا ہو اور اپنے نفس کی اونٹنی کو اس کے لئے قربان کر دیا ہو اور ذبح کے لئے پیشانی کے بل اس کو گرا دیا ہو اور موت سے یکدم غافل نہ ہو۔

"اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔"
(لیکچر لاہور صفحہ ۶)

"لفظ اسلام کا مفہوم بھی محبت پر ہی دلالت کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے آگے اپنا سر رکھ دینا اور صدق دل سے قربان ہونے کے لئے تیار ہو جانا جو اسلام کا مفہوم ہے۔ یہ وہ عملی حالت ہے جو محبت کے سرچشمہ سے نکلتی ہے اسلام کے لفظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے صرف قولی طور پر محبت کو محدود نہیں رکھا بلکہ عملی طور پر بھی محبت اور جان فشانی کا طریق سکھایا ہے"
(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۲۸)

"اسلام محض اس کا نام ہے۔ اسلام تو یہ ہے کہ بکرے کی طرح سر رکھ دے جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مرنا میرا جینا۔ میری نماز۔ میری قربانیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنی گردن رکھتا ہوں"
(الحکم ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء)

"خدا پنے آپ کو ہر آن سچا خدا کا محتاج جاننا اور اس کے آستانہ پہ بھروسہ رکھنا یہی اسلام ہے ۔ ۔ ۔ اسلام نام ہے خدا کے آگے گردن جھکا دینے کا ہے"
(البدر ۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء)

"سچا اسلام تو یہ ہے کہ قولاً اور فعلاً خدا تعالیٰ کو اپنی ساری طاقتیں سپرد کر دی جاویں اور اس کے احکام کے آگے گردن رکھی جاوے۔ کوئی اس کا شریک نہ ٹھہرایا جاوے اور ہر قسم کی بدکاریوں سے دور رہیں۔"
(الحکم ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اسلام کے معنی ہیں خدا کے آگے گردن رکھ دینا جس طرح ایک بکرا ذبح کرنے کی خاطر منہ کے بل لٹایا جاتا ہے۔ اسی طرح تم بھی خدا کے احکام کی بجا آوری میں بے چون وچرا گردن رکھ دو۔ جب تک کامل طور پر تم اپنے ارادوں سے خالی اور نفسانی ہوا و ہوس سے پاک نہ ہو جاؤ گے۔ تب تک تمہارا اسلام اسلام نہیں ہے"

(الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

"انسان اپنے خالق حقیقی کی محبت اور رضا میں محو ہو جائے اور سب وجود اس کا خدا کے لئے ہو جائے۔ یہ وہ مرتبہ ہے جس کو یاد دلانے کیلئے مسلمانوں کے دین کا نام اسلام رکھا۔ کیونکہ اسلام اسی بات کو کہتے ہیں کہ بکلی خدا کے لئے ہو جانا اور اپنا کچھ باقی نہ رکھنا"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۱)

"اسلام اللہ تعالیٰ کے تمام تصرفات کے نیچے آجانے کا نام ہے اور اس کا خلاصہ خدا کی سچی اور کامل اطاعت ہے۔ مسلمان وہ ہے جو اپنا سارا وجود خدا تعالیٰ کے حضور رکھ دیتا ہے بدوں کسی امید پاداشت کے مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ"

(الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۴ء)

"اسلام کے معنے تو یہ تھے کہ انسان خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاوے اور جس طرح پر ایک بکری کی گردن قصاب کے آگے ہوتی ہے۔ اسی طرح پر مسلمان کی گردن خدا تعالیٰ کی اطاعت کیلئے رکھ دی جاوے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہی کو وحدہ لاشریک سمجھے"

(الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

"اسلام چیزے کیست بہ خدا کیلئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۴)

"اسلام کیا چیز ہے یہی کہ ہم اس سفلی زندگی کو معدوم اور نابود کر دیں اور ایک اور نئی پاک زندگی میں داخل ہوں اور یہ ناممکن ہے جب تک کہ ہمارے تمام قویٰ خدا کی راہ میں قربان نہ ہو جائیں اسلام پر قدم مارنے سے نئی زندگی ملتی ہے اور وہ انوار اور برکات حاصل ہوتے ہیں کہ اگر میں بیان کروں تو مجھے شک ہے کہ اجنبی لوگوں میں سے کوئی اس پر اعتبار بھی کرے گا۔ خدائے اقدس کی ذات پر ایمان لانا اور درحقیقت اسی کا ہو جانا یہی راہ ہے جس کا نام اسلام ہے۔ لیکن اس راہ پر وہی قدم مارتا ہے جس کے دل پر اس زندہ خدا کا خوف ایک قوی اثر ڈالتا ہے"

(ست بچن ص ۱۵۰، ۱۵۱)

"یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش آوے اس سے انکار نہ کرے"

(الحکم ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)

"اسلام اس بات کا نام ہے کہ قرآن شریف کی اتباع سے خدا کو راضی کیا جاوے"

(البدر ۱۶ اپریل ۱۹۰۴ء)

"اسلام اس بات کا نام ہے کہ بجز اس قانون کے جو مقرر ہے ادھر ادھر بالکل نہ جاوے کسی کا کیا حق ہے کہ بار بار ایک شریعت بنا دے"

(البدر ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء)

"اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۱)

"اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضا میں محو ہو جانا اور خدا میں گم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بناء پر اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا جو محض خدا کے ساتھ دیکھتی ہوں اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سنتے ہوں اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلائے بولتی ہو۔ یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں اور انسانی قویٰ اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہیں اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے تب خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اس کو زندگی بخشتی ہے اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے اور وہ دقیق در دقیق نور جس کو عقلیں دریافت نہیں کر سکتیں اور آنکھیں اس کی کُنہ تک نہیں پہنچتیں وہ خود انسان کے دل کے نزدیک ہو جاتا ہے"

(لیکچر لاہور ص ۱۶)

"صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے اور اس کی ہستی اور وجود اور واحدانیت پر ایمان لاتا ہے۔ ایسا ہی اس کیلئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاوے اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور و مسطور ہے سب پر ایمان رکھے"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۱۱)

"جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے۔ اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو اِنِّیْ وَجَّهْتُ

وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے۔ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادھر کی طرف متوجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے وہ مومن اور حنیف ہے"

(الحکم ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء)

"اسلام اور ایمان یہی ہے کہ خدا کی رضا سے رضا ملائے اور جو اسلام کی عزت اور امن کیلئے غیرت نہیں رکھتا خواہ وہ کوئی ہو خدا کو اس کی عزت اور اس کی غیرت کی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ دیندار مسلمان نہیں"

(الحکم ۷ جولائی ۱۹۰۱ء)

اسلام کے دو حصے

اسلامی تعلیم کی رو سے

دین اسلام کے حصے صرف دو ہیں یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔ اوّل ایک خدا کو جاننا جیسا کہ وہ فی الواقعہ موجود ہے اور اس سے محبت کرنا اور اس کی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ خرچ کرنا اور بادشاہ سے لیکر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنے والا ہو شکر گذاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا"۔

(تحفہ قیصریہ ص ۲۹)

"اسلام کے معنے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں خود ظاہر فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ۔ یعنی اسلام کے دو ٹکڑے ہیں ایک یہ کہ خدا کی رضا میں ایسا محو ہو جانا کہ اپنی رضا چھوڑ کر اسی کی رضا جوئی کیلئے اس کے آستانہ پر سر رکھ دینا اور دوسرے عام طور پر بنی نوع سے نیکی کرنا"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۰)

"اسلام کے دو حصے ہیں ایک تو یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جاوے اور اسی کے احسانوں کے بدلے میں اس کی پوری اطاعت کی جاوے ورنہ خدا تعالیٰ جیسے محسن و مربی سے جو روگردانی کرتا ہے۔ وہ شیطان ہے
دوسرا حصہ یہ ہے کہ مخلوق کے حقوق شناخت کرے اور کما حقہ اس کو بجا لاوے"۔

(البدر ۱۶ اپریل ۱۹۰۴ء)

اسلامی تعلیم کا خلاصہ

"تمام نبی یہی سکھاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھلایا گیا کہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

(حقیقۃ الوحی ص ۱۱۲)

(باقی)

درخواست دعا

راولپنڈی سے ٹیلیفون پر اطلاع ملی ہے کہ مکرم ڈاکٹر محمود الحسن صاحب محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت خان عبدالمجید خان صاحب مرحوم آف کپور تھلہ کا اپریشن کر رہے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپریشن کو کامیاب کرے اور جلد کامل صحت سے نوازے آمین۔ (سید شاہ میر احمد اشرف معرفت صاحبزادہ مرزا ظہر احمد صاحب ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

:(۶):

مسل نمبر ۲۱۷۴۸

میں مرزا عبدالسمیع ولد مرزا عبدالمجید صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی ساکن کورنگی کریک کراچی نمبر ۲۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶/۷۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ انگوٹھی طلائی وزنی ایک تولہ مالیتی ۔/۴۵۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

اس وقت مجھے مبلغ ۔/۳۲۰ روپے ماہوار آمد بصورت ملازمت ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد:۔ مرزا عبدالسمیع کوارٹر نمبر ۲۴۴ نمبر ۲ کیمپ ۔ پی، اے، الف۔ کورنگی کریک کراچی نمبر ۲۰۔ گواہ شد:۔ محمد یعقوب وصیت نمبر ۱۲۵۸۳ کورنگی کریک کراچی نمبر ۲۰ گواہ شد:۔ چوہدری غلام رسول وصیت نمبر ۱۶۰۲۹ کورنگی کریک کراچی نمبر ۲۰۔

مسل نمبر ۲۱۷۴۹

میں صالحہ مسرت زوجہ مرزا عبدالسمیع صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال۔ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کورنگی کریک کراچی نمبر ۲۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۵/۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند۔/۴۰۰۰ روپے
۲۔ زیور طلائی وزنی ۲۰ تولے قیمتی ۔/۱۳۰۰۰ "
۳۔ مشین سلائی ایک عدد قیمتی ۔/۷۰۰ "

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری یہ وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ:۔ صالحہ مسرت معرفت مرزا عبدالسمیع صاحب کوارٹر نمبر ۲۴۴/۵ نمبر ۲ کیمپ۔ کورنگی کریک۔ کراچی نمبر ۲۰۔ گواہ شد:۔ محمد یعقوب وصیت نمبر ۱۲۵۸۳ کورنگی کریک کراچی نمبر ۲۰ گواہ شد:۔ چوہدری غلام رسول وصیت نمبر ۱۶۰۲۹ کورنگی کریک۔ کراچی نمبر ۲۰

مسل نمبر ۲۱۷۵۰

میں عبیداللہ ملک ولد ملک عبدالرحمٰن صاحب مرحوم قوم ککے زئی افغان پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۴/۷۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۔/۱۵۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد:۔ عبیداللہ ملک فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ گواہ شد:۔ محمد افضل بٹ محلہ دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد:۔ تنویر شاہ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ فضل عمر ہسپتال ربوہ۔

درخواستِ دعا

محترم لطف الرحمان صاحب ٹھیکیدار محلہ باب الابواب اور مکرمی محمد احمد صاحب لائبریرین ڈگری کالج ربوہ فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں آپ ایک حادثہ میں زخمی ہوگئے تھے۔ تمام دوستوں سے دعا کی درخواست ہے۔

(سردار محمد کاتب الفضل ربوہ)

(۱) گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ۔ لیہ
(۲) " " " راولپنڈی
(۳) سویڈلیش پاکستانی انسٹی ٹیوٹ۔ گجرات

اعلان داخلہ فرسٹ ایئر

سہ سالہ کورس برائے حصول ڈپلومہ Associate Engineer کے لئے امیدوار جو میٹرک پاس ہوں اپنی درخواستیں ۱۵ ستمبر ۱۹۷۴ء سے پہلے بنام پرنسپل بھیجدیں۔ امیدوار کے لئے ضروری ہے کہ فزکس، کیمسٹری، انگریزی۔ اختیاری ریاضی، جیومیٹریکل ٹیکنیکل ڈرائنگ میں پاس ہوں۔ مصدقہ نقول میٹرک سرٹیفکیٹ۔ تفصیلی نمبرات اور ڈومی سائل سرٹیفکیٹ مقررہ درخواست فارم کے ساتھ بھیجے جائیں۔ پراسپیکٹس دفتر کالج سے ۔/۴ قیمت پر یا ۔/۴ کا کراسڈ پوسٹل آرڈر بنام پرنسپل بھیج کر منگوالیں۔ دیگر تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں پاکستان ٹائمز مورخہ ۲۸/۷/۷۴ صفحہ ۲

(پرنسپل)

(ناظر تعلیم)

(۲) گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی میں داخلہ فارم بھیجنے کی آخری تاریخ ۳۱/۸/۷۴ ہے۔ شرائط اور دیگر کوائف کے لئے پاکستان ٹائمز مورخہ ۲۸/۷/۷۴ صفحہ ۲ کالم ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(پرنسپل)

(ناظر تعلیم)

(۳) سویڈلیش پاکستانی انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی، گجرات میں داخلہ فارم بھیجنے کی آخری تاریخ ۲۱/۸/۷۴ ہے۔ شرائط و مفصل کوائف کے لئے دیکھیں پاکستان ٹائمز مورخہ ۲۸/۷/۷۴ صفحہ ۸ کالم ۲۔

(پرنسپل)

(ناظر تعلیم)

اعلان دارالقضاء

مکرم ناصر احمد صاحب محلہ دارالیمن شرقی نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم مستری ناظر دین صاحب وفات پاچکے ہیں۔ مرحوم کے ذاتی کھاتہ ۴۸۸۱/۱۴۵-۱۸۹ صدر انجمن احمدیہ میں اس وقت مبلغ ۔/۱۲۳۰ روپے موجود ہیں۔

میرے علاوہ مرحوم کے درج ذیل وارثان بھی ہیں جنہیں رقم مذکورہ بالا مجھے ادا کئے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے:۔ (۱) عبدالعزیز صاحب۔ (۲) محمد امین صاحب۔ (۳) خلیل احمد صاحب شمیم۔ (۴) مہر دین صاحب۔ (۵) امۃ الحمید صاحبہ۔

استدعا ہے کہ رقم مذکورہ بالا مجھے ادا کئے جانے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دیجاوے۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ الحاجہ صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ الحاج اللہ بخش صاحب ریلوے گارڈ خانپور صدر لجنہ اماء اللہ خانپور ضلع رحیم یار خان، ۲ جولائی کو بوقت ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر بمقام احمد نگر ضلع جھنگ وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ موصیہ تھیں اس لئے جنازہ دوسرے روز ربوہ لایا گیا۔ محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف نے جنازہ پڑھایا جس کے بعد تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔ مرحومہ نے اپنی یادگار میں دو بیٹے (ڈاکٹر عطاء اللہ مہر نشتر ہسپتال ملتان۔ اور خاکسار بشارت احمد مہر طالب علم ایف، ایس سی میڈیکل) چھوڑے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ اور مضبوط تعلق قائم کرنا ہے

اس زندہ اور مضبوط تعلق کو قائم کرنے کا ذریعہ اسلام اور دعائے فاتحہ ہے!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

"ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد اور اس کی ساری زندگی کی جدّوجہد کی غرض اور مقصد اپنے اللہ سے ایک زندہ اور مضبوط تعلق قائم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مضبوط رُوحانی تعلق پیدا کرنے کی جو راہ اسلام نے ہمیں سکھائی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں "اسلام اور دعائے فاتحہ" ہے۔ اسلام کے معنے ہیں کہ انسان اپنی سب خواہشات اور اپنے سب ارادوں اور اپنی تمام مرضیوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دے اس کا اپنا کچھ نہ رہے۔ جس طرح انسان کی چھری کے سامنے بکرا اپنی گردن کو رکھ دیتا ہے اسی طرح انسان اللہ کی رضا کی چھری کے سامنے اپنے وجود کو رکھ دے اور اس رنگ میں اپنے پر موت وارد کرنے کی کوشش کرے کہ اللہ کی طرف سے اسے ایک نئی زندگی عطا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ اسلام حقیقۃً اس آگ کا نام ہے کہ جو دو طرفہ ہوتی ہے ایک طرف انسان کے دِل میں اپنے ربّ کے لئے محبّت کی آگ شعلہ زن ہوتی ہے اور دوسری طرف انسان کے دل کی یہ محبّت اللہ تعالیٰ کی محبّت کو جذب کرتی ہے اور اس دو طرفہ شعلہ کے نتیجہ میں اللہ کی عظمت اور جلال کے جلوہ کے بعد انسان کا اپنا کچھ باقی نہیں رہتا سب کچھ اللہ کا ہو جاتا ہے اور جب محبّت کا یہ مقام انسان کو حاصل ہو جائے تب وہ اپنی پہلی زندگی تو ختم کر چکا پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ایک نئی زندگی عطا ہوتی ہے اور یہ نئی عطا یہ نئی زندگی ایسی ہے جس کا ہر سانس خدا تعالیٰ کے لئے وقف ہے۔ جس کا ہر جذبہ، جس کی ہر خواہش، جس کی ہر لذّت خدا کے لئے اور خدا سے ہے کوئی چیز اس کی اپنی باقی نہیں رہتی۔ اِس دُنیا میں جو عام قانون چل رہا ہے اس کے مطابق مسلمان بھی، ہندو بھی، سِکھ بھی، عیسائی بھی، دہریہ بھی، بدمذہب بھی، خدا تعالیٰ کو گالیاں دینے والے بھی ایک نئی زندگی گذار رہے ہیں۔ وہ زندگی تو ختم ہو گئی لیکن ایک مسلمان کو ایک نئی زندگی ملتی ہے اور یہ زندگی اسے ایک موت کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے لئے ایک موت قبول کرتا اور خدا کی عطا سے ایک نئی زندگی کو پاتا ہے اس نئی زندگی میں اُس کے تمام خیالات، اس کے تمام رجحانات، اس کے تمام جذبات، اس کے تمام تعلقات ایک نیا رنگ رکھتے اور اللہ کی روشنی سے منوّر اور اسکی محبّت سے اصلاح یافتہ ہوتے ہیں اور نئی زندگی میں جو تعلقات غیر اللہ سے ہوتے ہیں وہ اپنے اندر ایک نیا رنگ رکھتے ہیں۔ دنیا کے لئے دنیا سے تعلق نہیں رکھا جاتا خدا کے لئے خدا کی مخلوق سے تعلق پیدا کیا جاتا ہے اور یہ محبّت کا مقام انسان کو یہ سبق دیتا ہے۔ کامل اطاعت کے بعد انسان یہ جانتا ہے کہ میں یہ دوسری زندگی حاصل نہیں کر سکتا نہ اس زندگی کو قائم رکھ سکتا ہوں جب تک کہ مجھے دعا کا سہارا حاصل نہ ہو۔"

(الفضل ۵ ستمبر ۱۹۷۱ء صـ۳)

اپنی زندگیاں اسلام کی اشاعت کیلئے وقف کریں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"دنیا جس چیز کو اچھا سمجھتی ہے جگہ جگہ اس کی نقلیں بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر ہمیں خانہ کعبہ سے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبّت ہے تو کیوں ہم بھی دُنیا کے گوشے گوشے میں خانہ کعبہ کی نقل میں دینِ اسلام کی اشاعت کے مرکز قائم نہ کریں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو دُنیا میں قائم اور زندہ رکھنے کی کوشش نہ کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہر ملک اور ہر علاقہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظِل نہ ہوں تو یہ دُنیا رہنے کے قابل ہی نہیں رہتی۔ ہر ملک کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے ملک میں اسلام کی اشاعت کے مرکز قائم کریں اور اپنی زندگیاں اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کریں تا ہر ملک اور ہر علاقہ میں خانہ کعبہ کے مثیل اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چلتا پھرتا زندہ نمونہ نظر آئے۔"

(الفضل ۱۷ اپریل ۱۹۴۹ء)

جو والدین اپنے بچّوں کو اور جو نوجوان اپنے آپ کو اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کرنا چاہتے ہیں وکالت دیوان کو اطلاع دیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

درخواستِ دُعا

میری والدہ محترمہ بوجہ ذیابیطس شوگر بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ بزرگانِ سلسلہ اور احباب جماعت سے دعائے شفا کی درخواست ہے۔

(محمد اشرف ناصر شاہد [illegible])

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی ایک دلیلِ صداقت (بقیہ صفحہ اوّل)

پیش کی ہے اس کا مقابلہ کوئی تحریر دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ تمام تعلیمات جن پر عمل کر کے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے وہ سب اس کتاب میں جمع ہیں دلیل یہ ہے کہ مجنوں کے ننگ رہنے کی کسی کو پرواہ ہے نہ اس کے ہنسنے کی کسی کو خواہش، نہ اس کی طاقت کی قدر ہو سکتی ہے وہ سارا دن سوئے جاگے بیٹھے، سردی میں ننگا، گرمی میں لحاف لے اس کی محنت کا بدلہ نہیں۔ لیکن اے نبیؐ! تیری محنتوں کا ثمرہ غیر ممنون ہے اس کا خاتمہ نہیں ہم نے خود تجربہ کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کام کا پھل ہمیشہ قائم ہے پھر مجنوں کے اخلاق نہیں ہوتے وہ دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست بنا لیتا ہے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بڑے اخلاق اعلےٰ رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ قرآن لائف آف محمد ہے خُلُقُہُ الْقُرْآن پھر فرمایا دیکھو اے مخالفو! اس کے مقابلہ میں کسی کا زور نہ چلے گا۔ یہ بھی دیکھے گا اور تم بھی دیکھو گے کہ کون فتح مند ہوتا ہے۔ عرب اور عجم کوئی اس کے بالمقابل کامیاب نہ ہو سکے گا۔ یہ اس کی صداقت کی دلیل ہے۔

اگر تم کوئی نمونہ اعلےٰ چاہتے ہو اور وعدۂ خداوندی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ علم کے لئے قرآن شریف اور عملی زندگی کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کامل در آمد بس ہے۔"

(خطبات نور جلد دوم صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)